Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part - II (Hon)

Paper - IIIrd

Time - 12:45 P.M

Date - 12-08-2020

Topic - Marsiye Ka Aagaz o Irteq

آغاز وارتقا۔۔۔ عربوں میں مرثیہ گوئی کا رواج زمانۂ قدیم سے چلا آتا تھا۔ جب کربلا کا سانحہ پیش آیا تو اس کے کچھ ہی دن بعد بعض عرب شعراء نے اس واقعے کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ ایران میں بھی حضرت امام حسین اور ان کے اقربا و رفقا کی شہادت پر مرثیے لکھے گئے اور وہاں مرثیہ نگاری کو خوب فروغ ہوا۔ فارسی شعراء میں محتشم کاشی نے مرثیہ گوئی میں سب سے زیادہ نام پیدا کیا۔

اردو میں شاعری کا آغاز ہوا تو اس صنفِ شاعری کی طرف بطور خاص توجہ کی گئی۔ سترہویں صدی میں نوری نے اردو میں مرثیے لکھے۔ دکن میں گولکنڈہ اور بیجاپور کی سلطنتوں کے عہد میں ہاشم اور ناظم اہم مرثیہ نگار گزرے ہیں۔ شاہی کے مرثیوں نے بھی شہرت پائی۔

مسکین، گدا، سکندر، فضل وغیرہ شمالی ہند کے قدیم مرثیہ گو ہیں۔ ان کی زبان پر قدامت کا رنگ چھایا ہوا ہے۔ ان کے کچھ مراثی غزل کی شکل میں ہیں اور زیادہ تر مربع کی

صورت میں جیسے

مرثیہ ایسا ہے تو نے یہ کہا جس سے حاصل ہو دو جگ کا مرتبا
ہے یقیں دل پر مرے روزِ جزا تجھ کو بخشاویں گے شاہ تاجدار

سوداؔ کے زمانے سے مرثیے کی دنیا میں انقلاب آنا شروع ہوا۔ ان کے مرثیے مختلف ہیئتوں میں پائے جاتے ہیں۔ انھوں نے پہلی بار مسدس کو بھی مرثیے کے لیے اختیار کیا۔ آگے چل کر میر ضمیرؔ نے مرثیے کے لیے اسی کو مخصوص کر دیا۔ انھوں نے مرثیے کے اجزا بھی متعین کیے۔ میر ضمیرؔ اور میر خلیقؔ نے مرثیے کے ایک شاندار عہد کی داغ بیل ڈالی اور اسے ایک مستقل اور باقاعدہ صنفِ سخن کا درجہ عطا کیا۔ اس میں زبان و بیان کی خوبیاں پیدا کیں۔ انیسویں صدی کے آخر میں میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ نے اردو مرثیے کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔

میر انیسؔ کو زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ انھیں انتخاب الفاظ کا سلیقہ آتا تھا اور وہ انھیں موتیوں کی طرح شعروں میں جڑنے کے ہنر سے بھی خوب واقف تھے۔ انسانی نفسیات سے بھی انھیں گہری واقفیت تھی۔ ان کے ہم عصر مرزا دبیر بعض خصوصیات میں میر انیسؔ سے بیشک پیچھے ہیں لیکن بلند تخیل کے مالک ہیں۔ نت نئی تشبیہوں اور استعاروں کی تلاش میں یکتا ہیں۔ رعایت لفظی کی طرف رجحان ہے مگر بین و بکا کی پیش کش میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

میر انیس کے بعد ان کے چھوٹے بھائی میر محمد نواب مونسؔ نے خاندانی روایت کو جاری رکھا اور مرثیے کہتے رہے۔ اپنے والد میر خلیقؔ کے شاگرد تھے۔ گوشہ نشین قسم کے انسان تھے اس لیے زیادہ شہرت نہیں پائی ورنہ ان کے مرثیے بھی بہت بلند پایہ ہیں۔ زبان کی صحت و صفائی کا خیال رکھتے تھے۔

سید محمد مرزا انسؔ بھی اچھے مرثیہ گو تھے۔ ناسخ کے شاگرد تھے۔ کم کلام شائع

ہوا ہے۔ اس کے بعد سید مرزا تعشق کا ذکر ضروری ہے۔ انیس ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ یہ بھی انیس کی پیروی کو باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔ جذبات نگاری، اثر آفرینی، سہلِ زبان کا استعمال ان کی خصوصیات ہیں۔ شاگردِ ناسخ تھے اس لیے زبان کی رعنائی کا بہت خیال رکھا۔

انیس کے تین بیٹے سلیس، نفیس اور رئیس بھی مرثیے کہتے تھے۔ میر خورشید علی رئیس نے ان میں سب سے زیادہ شہرت پائی۔ اپنے والد کے شاگرد تھے۔ انہی کا اسلوب اختیار کیا۔ میر نفیس کے نواسے سید علی محمد عارف بھی اچھے مرثیہ گو گزرے ہیں۔ انھوں نے اپنے خاندان کا نام روشن کیا۔ پیارے صاحب رشید کو آخری باکمال مرثیہ گو کہا جا سکتا ہے۔ دبیر کے صاحبزادے مرزا محمد جعفر اوج بھی اچھے مرثیہ گو ہوئے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ انیس کے بعد کوئی ایسا مرثیہ نگار پیدا نہیں ہوا جو ان پر سبقت لے جا سکتا۔

٭ ٭ ٭